۱ ـــــ امام ابو عبداللہ نافع ابن عبدالرحمٰن ابن ابی نعیم اللیثی المدنی ۔ یہ بہت ہی صالح نیک سیرۃ اور ثقہ تھے ۔ انکا اصلی وطن اصبہان تھا۔ لیکن انہوں نے مدینہ منورہ میں اقامت اختیار کر لی تھی ۔ اسی وجہ سے " المدنی " کہلاتے ہیں انہوں نے ابو جعفر اور دیگر ستر تابعین سے قرآت میں استفادہ کیا ۔ اور ابو جعفر کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے شرف تلمذ حاصل تھا اور ان دونوں صحابہ نے حضرۃ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے قرآت حاصل کی اور حضرت ابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔ سنہ ۱۶۹ھ کو مدینہ منورہ میں انکی وفات ہوئی اور انکی قراۃ کے دو راوی زیادہ مشہور ہیں ۔

و ۔ ایک عثمان ابن سعید مصری جو کہ " الورش " کے نام سے مشہور ہیں ۔ یہ حضرت کوتاہ قامت تھے اور عموماً سفید لباس زیب تن فرماتے تھے ۔ سنہ ۱۱۰ھ کو مصر میں انکی ولادت ہوئی اور انہوں نے مدینہ منورہ میں امام نافع سے قرآت حاصل کی اور یہ اپنے زمانہ میں دیارِ مصر کے شیخ القراء تھے ۔ سنہ ۱۹۷ھ کو مصر میں انکی وفات ہوئی ۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

ب ـــــ اور امام نافع کی قرآت کے دوسرے راوی ابو موسیٰ عیسیٰ ابنِ مینا تھے ۔ یہ قبیلہ بنو زہرہ کے موالی میں سے اور امام نافع کے ربیب تھے سنہ ۱۲۰ھ کو مدینہ منورہ میں انکی ولادۃ ہوئی ۔ تجوید کے اندر ان کو مہارت تامہ حاصل تھی ۔ اس لئے امام نافع ان کو " قالون " کے لقب سے پکارتے تھے ۔ قالون رومی لغت کا لفظ ہے جس کے معنی عمدہ اور جید کے ہیں ۔ سنہ ۲۲۰ھ کو مدینہ منورہ میں انکی وفات ہوئی ۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

۲ ـــــ ابو محمد عبد اللہ ابن کثیر مکی ۔ یہ اہلِ مکہ کے شیخ القراء تھے ۔ سنہ ۴۵ھ کو مکہ مکرمہ میں انکی ولادت ہوئی انہوں نے صحابہ کرام کا زمانہ بھی پایا ۔ اور متعدد صحابہ سے استفادہ کیا اور تجوید میں یہ امام مجاہد کے تلمیذ ہیں اور امام مجاہد حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے ۔ اور حضرت ابن عباس ۔ حضرت ابی ابن کعب کے اور حضرت ابی ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ۔ امام ابن کثیر سنہ ۱۲۰ھ کو مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے ۔ انکی قرآت کے بھی دو راوی ہیں زیادہ مشہور ہیں ۔

و ـــــ ایک محمد ابن عبدالرحمٰن المخزومی المکی ۔ جو کہ قنبل کے لقب سے مشہور ہیں سنہ ۱۹۵ھ کو انکی ولادۃ ہوئی یہ اہلِ حجاز کے شیخ القراء تھے سنہ ۲۹۱ھ میں انکی وفات ہوئی ۔

ب دوسرے احمد بن محمد البزی ۔ المکی سنہ ۱۷۰ھ کو انکی ولادت ہوئی یہ مسجد الحرام کے مؤذن تھے اور اہلِ مکہ کے قاری سنہ ۲۵۰ھ کو انکی وفات ہوئی ۔

۳ ـــــ ابو عمرو زبان ابن العلاء التمیمی المازنی البصری سنہ ۶۸ھ کو بصرہ میں انکی ولادت ہوئی جب یہ سن رشد کو پہنچے تو اپنے والد کی معیت میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا سفر کیا ۔ مکہ اور مدینہ منورہ کے اہلِ علم اور قُراء حضرات سے استفادہ کیا ۔ اس کے بعد بصرہ اور کوفہ کے شیوخ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا ۔ قرآنِ مجید اور علومِ عربیہ کے

بڑے عالم تھے۔ صدق اور زہد کے اوصافِ جلیلہ سے موصوف تھے۔ امام مجاہد اور سید التابعین سعید ابن جبیر سے علم قرأۃ حاصل کیا۔ اور ان دونوں حضرات نے حضرۃ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابن عباس نے حضرت ابی بن کعب سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۵۵ھ کو، کوفہ میں انکی وفات ہوئی۔ ان کی قرأت کے بھی دو راوی زیادہ مشہور ہیں:

ا ــــ ایک ابوعمر حفص ابن عمر ابن عبد العزیز ابن اصہبان الازدی البغدادی۔ یہ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم اور شیخ القراء تھے۔ علم قرأت کے حصول میں انہوں نے سفری صعوبتیں برداشت کیں۔ قرأت مشہورہ اور شاذہ دونوں کے عالم تھے ۲۴۶ھ کو انکی وفات ہوئی۔

ب ــــ انکی قرأت کے دوسرے راوی ابوشعیب صالح بن زیاد السوسی ہیں۔ یہ ضابط اور ثقہ قاری تھے انہوں نے اپنے اساتذہ کے سامنے قرآن مجید کی قرأت پڑھی بھی ہے اور سنی بھی ہے اور ۲۶۱ھ کو انکی وفات ہوئی۔

۴ ــــ ابوعمران عبد اللہ ابن عامر الیحصبی الحمیری۔ یحصب قبیلہ حمیر کی شاخ ہے اس کی طرف منسوب ہیں۔ ۸ھ کو ان کی ولادت ہوئی یہ اہلِ شام کے امام القراء تھے۔ کبار صحابہ سے مستفید ہوئے۔ فتح دمشق کے بعد انہوں نے دمشق کے اندر اقامت اختیار کرلی بہت ذہین وفطین تھے۔ مغیرہ ابن ابی شہاب المخزومی سے قرأت حاصل کی اور انہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے اور حضرت عثمان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۱۸ھ کو دمشق میں انکی وفات ہوئی انکی قرأت کے بھی دو راوی زیادہ مشہور ہیں:

ا ــــ ایک ابوالولید ہشام ابن عمار السلمی الدمشقی۔ یہ دمشق کے اندر اپنے وقت کے امام، خطیب اور مفتی تھے، فصیح بلیغ اور بہت ہی بڑے عالم تھے روایۃ کے ساتھ درایۃ۔ فطانت اور ذہانت کے بھی مالک تھے۔ خدائے قدوس نے طویل عمر کی نعمت سے بھی انہیں نوازا تھا۔ ۱۵۳ھ کو ان کی ولادت ہے اور ۲۴۵ھ کو انکی وفات ہے۔ علم حدیث کے بھی بہت بڑے عالم تھے اور مرجع خلائق تھے۔

ب ــــ دوسرے ابوعمر عبد اللہ بن احمد ابن بشیر ابن ذکوان القریشی الفہری الدمشقی۔ یہ بھی اہل شام کے شیخ القراء تھے۔ جامع مسجد دمشق کے امام تھے۔ ان کے زمانہ میں شام۔ مصر۔ خراسان۔ عراق اور حجاز میں اُن کے پایہ کا کوئی قاری نہیں تھا۔ ۱۷۳ھ میں انکی ولادت ہوئی اور ۲۴۲ھ میں انکی وفات ہے۔

۵ ــــ ابوبکر عاصم بن بہدلۃ۔ الکوفی، کوفہ کے شیخ القراء تھے۔ حسن صوت کی نعمت سے بھی وافر حصہ پایا تھا۔ فصاحت و بلاغت کی صفت سے موصوف تھے۔ زر بن حبیش سے قرأت حاصل کی اور

زر بن جیش نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابن مسعود نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے! اور انکی دوسری سند یہ بھی ہے کہ امام عاصم نے عبداللہ بن حبیب السلمی سے قرأۃ حاصل کی اور عبداللہ نے حضرت علی حضرت عثمان، حضرت زید ابن ثابت اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے قرآت حاصل کی اور ان تمام حضرات نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ انکی قرأت کے بھی دو راوی مشہور ہیں:

ا ــــ ایک حفص ابن سلیمان الاسدی الکوفی، جو کہ امام عاصم کے ربیب تھے اور امام عاصم کی قرأت کے سب سے زیادہ عالم تھے اور انہی نام سے قرآت حفص مشہور ہے سن ۹۰ھ میں انکی ولادت ہوئی اور سن ۱۸۰ھ میں وفات۔

ب ــــ دوسرے ابو بکر شعبہ ابن عیاش الاسدی الکوفی بہت ہی بڑے عالم اور باعمل تھے اہل السنت کے آئمہ میں اُن کا شمار ہوتا ہے قریباً سو سال کی عمر پائی سنہ ۱۹۲ھ میں انکی وفات ہوئی۔

۶ ــــ ابو عمارہ حمزۃ ابن حبیب الکوفی التیمی۔ امام عاصم اور اعمش کے بعد یہ قرآت کے بہت بڑے عالم تھے۔ علم میراث کے اندر بھی ان کو بصیرت حاصل تھی۔ حافظ الحدیث تھے۔ زہد اور تقویٰ میں بہت بڑے مرتبہ پر فائز تھے۔ انہوں نے امام اعمش سے قرآت حاصل کی اور امام اعمش نے یحییٰ بن وثاب سے اور ابن وثاب نے زر ابن جیش سے اور ابن جیش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے! سنہ ۱۵۶ھ کو حلوان شہر میں انکی وفات ہوئی۔ ان کی قرأت کے بھی دو راوی مشہور ہیں۔

ا ــــ خلاد ابن خالد الشیبانی الکوفی الصیرفی یہ اپنے وقت کے محقق تھے سن ۲۲۰ھ اُن کی وفات ہوئی۔

ب ــــ دوسرے ابو محمد خلف ابن ہشام البغدادی الاسدی۔ قراء عشرہ میں اُن کا شمار ہوتا ہے سن ۱۵۰ھ اُنکی ولادت ہوئی یہ بہت بڑے عالم زاھد تھے اور سن ۲۲۹ھ کو بغداد میں اُن کی وفات ہوئی۔

۷ ــــ ابو الحسن علی ابن حمزۃ الکسائی النحوی۔ کوفہ کے اندر حمزۃ الزیات کے بعد قرآت کے بہت بڑے عالم تھے۔ امام کسائی نحو کے بھی بہت بڑے عالم تھے بلکہ آئمہ نحو میں اُن کا شمار ہوتا ہے۔ استفادہ کرنے والے افراد کی کثرت اور ان کے ہجوم کے باعث ان کا طریق تعلیم یہ تھا کہ یہ منبر پر بیٹھ کر قرآن مجید پڑھتے تھے۔ اور لوگ ان سے سنکر قرآت حاصل کرتے تھے سن ۱۸۹ھ کو طوس کے اندر انکی وفات ہوئی۔ ان کی قرآت کے بھی دو راوی مشہور ہیں۔

ا ــــ ایک حفص ابن عمر ابن عبدالعزیز جو کہ امام ابو عمرو زبان ابن العلاء کی قرآت کے بھی راوی ہیں اور انھی کے ذیل میں اُن کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔ (بقیہ ص ۲۹ پر)

ابوالکلام قاسمی
ریڈر شعبۂ اُردو مسلم یونی ورسٹی
علی گڑھ

مولانا آزاد کا علمی اور تخلیقی اُسلوب نثر

مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی ادبی اور دانشورانہ زندگی کا آغاز صحافت سے کیا۔ اس صحافت میں مولانا کی شخصیت کے ناگزیر اجزا سیاست، سماجی سوجھ بوجھ اور مذہب کے عناصر شامل تھے۔ صحافت سے شروع ہونے والے ادبی سفر کے مختلف مراحل تاریخ، تذکرہ، تفسیر اور انشائیہ نما مکاتیب تھے۔ ادبی اور اسلوبیاتی نقطۂ نظر سے مولانا آزاد کا پہلا دور لسان الصدق، الوکیل، الہلال، البلاغ سے ہوتا ہوا تذکرہ پر ختم ہوتا ہے۔ اور تذکرہ ہی وہ کتاب ہے جس میں ان کے علمی اور تخلیقی اسلوب نگارش کے دوسرے دور کے آغاز کی بھی نشاندہی کی جا سکتی ہے۔ تذکرہ کا تاریخی اور کسی حد تک صحافیانہ انداز تحریر مولانا کی اس موثر نثر کا بظاہر نقطۂ عروج ہے جو لسان الصدق سے لے کر الہلال تک عربی اور فارسی کے الفاظ و تراکیب کی جا و بے جا شمولیت، بلند آہنگی اور مرعوب کن ہیبت وجلال کے باعث اُس ناہمواری، غرابت اور اجنبیت کا بھی بہت کم احساس ہونے دیتی ہے جو ان کی ابتدائی نثر میں خاصی نمایاں ہے۔ اُس دور کی نثر میں ان کی خطیبانہ بلند آہنگی اور علمی شان اپنے ہزار رنگ جلوؤں کے ساتھ بکھری پڑی ہے۔ اُس میں جذبے کی شدت بھی ہے اور دعوت و عزیمت کی علویت بھی، اور بہ نثر مطالعہ، ذہنی استحضار اور قومی و ملی تشخص کا بھی احساس دلاتی ہے۔ مگر مولانا کی تحریروں کی یہ تمام خصوصیات اپنی عصری معنویت رکھنے کے باوجود ترجمان القرآن اور غبار خاطر کی نثر کے درجۂ کمال تک نہیں پہنچتی۔ یہ وہ درجۂ کمال ہے جس کا نقطۂ آغاز تذکرہ کے بعض حصوں میں نظر آتا ہے، مگر تذکرہ کی نثر کا بھی غالب رجحان نہیں بن پاتا۔ اس طرح تذکرہ کی نثر مولانا کے ادبی سفر میں ایک موڑ، ایک تبدیلی اور ایک انحراف کے ابتدائی آثار کی نمایندگی کرتی ہے۔ اس کتاب میں خالصتاً صحافیانہ طرز نگارش کی بالادستی ضرور ہے مگر اسی کتاب میں بعض مقامات ایسے بھی آتے ہیں جن کو نشانِ انحراف کا نام بھی دیا جا سکتا ہے۔ تذکرہ میں اپنے بزرگوں اور ان کے متعلقین کے احوال و کوائف بیان کرتے ہوئے جب مولانا خود نوشت سوانح کا رنگ اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ان کی نثر میں ایک ایسی تخلیقی شان پیدا ہو جاتی ہے جس میں شعری اور تخلیقی اظہار کے مختلف عناصر کو ایک ساتھ دیکھا جا سکتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

> "کبھی سرو کی بلند قامتی پر رشک آیا تو سربلندی و سرفرازی کے لیے دل خون ہوا۔ کبھی سبزۂ پامال کی خاکساری و افتادگی پر نظر پڑ گئی تو اپنے پندار و خود پرستی پر شرم آئی۔ کبھی بادِ صبا کی روش پسند آئی تو اقامت گزینی سے وحشت ہوئی، آوارگی و رہ نوردی کی دل میں ہوا سمائی۔ کبھی آبِ رواں کی بے قیدی و بے یقینی اس طرح جی کو بھائی کہ پابندیوں اور گرفتاریوں پر آنکھوں نے آنسوؤں اور دل نے زخموں کے ساتھ ماتم کیا۔ پھولوں کو جب کبھی مسکراتے دیکھا تو اپنی آنکھوں نے بھی رونے میں